E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A

Paper : --

Module Name/Title : **Hindustan Ke Samaji Halaat –Turkaon Ki Aamad Ke Waqt Aur Delhi Sultanat Ke Qayaam Ke Baad**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM/ Dr. Danish Moin
PRESENTATION	Dr. Danish Moin
PRODUCER	Mir Hashmath Ali

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی 25 ترک سلطنت

ساخت

25.0 مقاصد

25.1 تمہید

25.2 دلی سلطنت کا قیام

25.3 قطب الدین ایبک ۔ خاندان غلامان

25.4 التمش

25.5 رضیہ سلطانہ

25.6 بلبن اور سلطنت کا استحکام

25.7 خلجی خاندان ۔ علا الدین خلجی

25.7.1 انتظامی اور معاشی اصلاحات

25.8 تغلق خاندان ۔ محمد بن تغلق

25.9 فیروز تغلق

25.10 سلطنت کا زوال

25.11 تیمور کا حملہ

25.12 سید خاندان

25.13 لودھی خاندان

25.13.1 سکندر لودھی

25.13.2 ابراہیم لودھی

25.14 پہلی جنگ پانی پت

25.15 خلاصہ

25.16 اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات

25.17 نمونہ امتحانی سوالات

25.18 سفارش کردہ کتابیں

25.0 مقاصد

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ

- دلی سلطنت کے حکمرانوں سے واقف ہوسکیں گے ۔
- دلی سلطنت کے زوال کے اسباب سے واقف ہوسکیں گے ۔
- پہلی جنگ پانی پت کے نتائج سے واقف ہوسکیں گے ۔

25.1 تمہید

اس اکائی میں ترک سلطنت کے قیام، اس کے استحکام، توسیع اور زوال کے علاوہ علا الدین خلجی کے نظم ونسق اور معاشی اصلاحات کے اہم خدوخال، تغلق اور لودھی حکمرانوں کی فوجی پالیسی کے تعلق سے وضاحت کی گئی ہے ۔

25.2 دلی سلطنت کا قیام

پچھلی اکائی میں آپ نے محمد غوری کے حملوں کے تعلق سے پڑھا ہے دوسری جنگ ترائن 1192ء کی فتح کے بعد، محمد غوری کے دو قابل سپہ سالاروں قطب الدین ایبک اور بختیار خلجی نے شمالی ہند میں باقی علاقے فتح کئے ۔ بہار 1197 میں، بنگال 1199ء میں اور بندیل کھنڈ 1202 میں فتح کیا گیا ۔ محمد غوری کی 1206 میں وفات کے بعد ہندوستان کے وائسرائے کی حیثیت سے قطب الدین ایبک کو دلی کا تخت حاصل ہوا ۔ اس کی سلطنت شمال میں دلی سے لے کر جنوب میں کالنجار تک اور مشرق میں لکھناوتی سے لیکر میں لاہور تک پھیلی ہوئی تھی ۔

25.3 خاندان غلامان ۔ قطب الدین ایبک (1206۔ 1210عیسوی)

اگرچہ قطب الدین ایبک ایک غلام تھا لیکن اس کی لیاقت اور بہادری و شجاعت کی بناء پر ترک امرا نے اسے سلطان کی حیثیت سے منتخب کیا ۔ اس طرح خاندان غلامان یا مملوک سلطنت کا آغاز ہوتا ہے ۔ یہ سلطنت 1290 تک باقی رہی ۔ اگرچہ ایبک نے سلطنت کے حدود میں توسیع نہیں کی محمد غوری ہی کے زمانے کے حدود باقی رہے ۔ لیکن اس نے اپنے علاقوں کے نظم و نسق میں استحکام پیدا کیا ۔ ان علاقوں میں امن و امان اور خوش حالی بحال کی ۔ قطب الدین ایبک کی وفات 1210 سے 1526 تک یعنی ہندوستان میں مغل سلطنت کے قیام تک، دلی سلطنت کی تاریخ بقول کے ۔ ایم پانیکر (ہندوستانی تاریخ کا جائزہ) "یکسانیت "تخت نشینی کی جنگوں، ممتاز شخصیتوں کے قتل اور چند لائق افراد کے بعد کمزور اور عیاش حکمرانوں کی جانشینی سے بھری پڑی ہے ۔"

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-34.
IMC LIBRARY

25.4 التمش (1211 تا 1236)

قطب الدین ایبک کے چند قابل اور لائق جانشینوں میں سرفہرست التمش تھا۔ جو 1210 عیسوی میں تخت نشین ہوا۔ وہ خاندان غلامان کا ایک عظیم بادشاہ تھا۔ اگرچہ اس نے اپنی زندگی کی شروعات ایک غلام کی حیثیت سے کی۔ دوسرے لفظوں میں قطب الدین ایبک کے غلام کی حیثیت سے کی۔ لیکن سخت محنت و جانفشانی کی وجہ سے ترقی کرتا گیا۔ اس نے اپنے آقا کی لڑکی سے شادی کی۔ اور تمام موروثی مطالبات کو رد کرتے ہوئے دلی کے تخت پر بیٹھنے میں کامیابی حاصل کرلی۔ اس نے نہ صرف ہندستان اور غزنی میں رہنے والے حریفوں کو کچل دیا۔ بلکہ اپنی مملکت کو منگولوں کے خطرہ سے محفوظ رکھا۔ اس نے بنگال میں خلجی مالکوں کی بغاوت کو سختی سے کچل دیا۔ وسط ہند میں گوالیار اور مالوہ کو فتح کیا اور اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ التمش نے 1228ء میں بغداد کے خلیفہ کی جانب سے بادشاہیت کی خلعت بھی حاصل کی۔ اس سے سلطنت اور بادشاہ کے وقار میں اضافہ ہوا۔ التمش نے دلی کے قطب مینار کو تعمیر کیا۔ جو اپنی خوبصورت طرز تعمیر اور شان و شوکت کے اعتبار سے شہرت رکھتا ہے۔ التمش نے عالموں اور نیکو کاروں کی سرپرستی کی۔ اس کے فوج اور نظم و نسق کے میدان میں کئے گئے اقدامات کی وجہ سے سلطنت کو استحکام حاصل ہوا۔

25.5 رضیہ سلطانہ (1236 تا 1240) عیسوی

سلطان التمش نے اپنے لڑکوں کی نااہلی کی وجہ سے اپنی لڑکی رضیہ سلطانہ کو اپنا جانشین منتخب کیا۔ رضیہ سلطان نے جوش و خروش اور خوش اسلوبی کے ساتھ مملکت کے مقدر کی رہنمائی کرنے کی پرخلوص کوشش کی۔ وہ دربار میں مردانہ لباس پہن کر جلوہ گر ہوتی۔ لیکن پچاس ترکی امرا کا طاقتور گروہ ایک خاتون کی حکومت سے رضامند نہیں تھا۔ اسی لئے اس کی حکومت کا ساڑھے تین سال کے مختصر عرصہ کے بعد 1240ء میں خاتمہ ہوگیا۔ پھر بھی رضیہ سلطان کا نام تاریخ ہند میں پہلی اور آخری دلی سلطنت کی خاتون سلطان کی حیثیت سے باقی رہے گا

25.6 بلبن (1246۔ 1286 عیسوی) اور سلطنت کا استحکام

رضیہ سلطان کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد، التمش کا کوئی بھی لڑکا نوزائیدہ مسلم مملکت کو اندرونی بغاوتوں اور خارجی سطح پر منگولوں کے حملے سے محفوظ رکھنے کے قابل نہیں تھا۔ اگر بلبن جیسا ایک بہادر سپاہی، ناظم البار‌ی قبیلہ کا ترک وقت پر نہ ابھرتا تو دلی سلطنت بیرونی حملوں، اندرونی خلفشار کا شکار ہوجاتی۔ چالیس برس تک یعنی 1246ء سے اس نے دلی سلطنت کے حالات کو سختی کے ساتھ کنٹرول میں رکھا۔ ابتدائی بیس سال تک اس نے التمش کے چھوٹے لڑکے سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے وزیر اور اس کی وفات پر 1266ء سے اس نے سربراہ مملکت کی حیثیت سے 1286ء تک اپنے فرائض انجام دیئے۔ اس نے ترک سلطنت کے حدود میں اضافہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جیسا کہ التمش نے کیا تھا۔ بلبن نے دربار میں سخت نظم و ضبط نافذ کیا۔ اس نے سلطنت کے وقار کو بحال کیا۔ امراء اس کی اصول پسندی اور سخت گیری سے ڈرنے لگے۔ بلبن نے سلطنت کو منگولوں کے حملوں سے بچایا۔ اس نے بنگال، اودھ اور راجپوتانہ میں ہونے والی بغاوتوں کو سختی سے کچل دیا۔ اس نے سلطنت میں امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنایا اس نے بادشاہت کے وقار میں اضافہ کیا۔

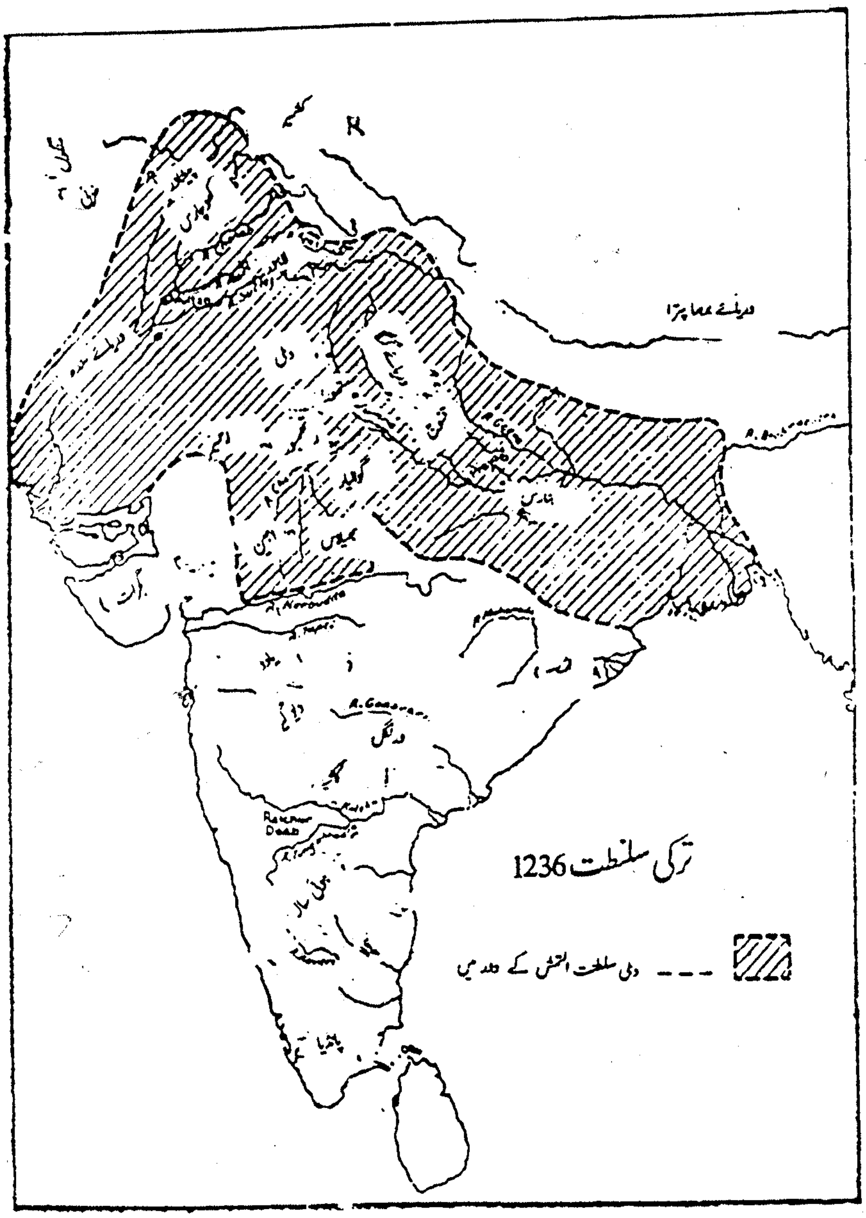

ترکی سلطنت 1236
دلی سلطنت التمش کے عہد میں
دریائے برہم پترا
دلی

اسکی بادشاہت مکمل طور پر ایک مطلق العنان بادشاہت تھی۔ بلبن نے علم و ادب کی سرپرستی کی۔ فارسی کا ممتاز شاعر امیر خسرو جو خود کو فخر سے "طوطی ہند" کہتا تھا۔ بلبن کے دربار کی زینت تھا۔ مجموعی طور پر بلبن نے سماجی و سیاسی استحکام قائم کیا۔ موثر معاشی اور فوجی اصلاحات نافذ کیں۔ بعد میں علا الدین خلجی کے زمانے میں سلطنت کی وسعت میں آسانی ہوئی۔ بلبن کی طاقتور شخصیت کا اثر اتنا شدید تھا کہ 1286 میں اسکی وفات کے بعد مملکت میں سراسیمگی پھیل گئی اور اس کا کوئی بھی جانشین خلا کو پر نہیں کرسکا۔ اقتدار کی خطرناک کشمکش میں جو بلبن کی وفات کے بعد شروع ہوئی اس میں ایک ترک امیر جلال الدین خلجی نے تخت کو حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی اور 1290عیسوی میں خلجی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ قطب مینار کو کس نے تعمیر کیا؟

---

2 ۔ بلبن کے دربار میں فارسی کا ممتاز شاعر کون تھا؟

25.7 خلجی خاندان۔ علا الدین خلجی (1296۔ 1316)

جلال الدین خلجی کی عمر ستر برس کی تھی۔ جب وہ برسر اقتدار آیا۔ وہ قتل و خون و غارت گری اور جنگ و جدل کے خلاف تھا۔ اس کے منجھلے بھتیجے اور داماد علاالدین خلجی کے ہاتھوں اس کا قتل ہوا۔ علا الدین دوآبے میں کڑے اور اودھ کا گورنر تھا۔ اگرچہ وہ سخت گیر اور آمرانہ مزاج کا تھا۔ لیکن علاقائی فتوحات نظم و نسق کی اصلاحات اور مملکت کے استحکام کے نقطہ نظر سے وہ دلی کا ایک کامیاب سلطان ثابت ہوا۔ شمال مغربی علاقے سے منگولوں کے حملوں کو کامیابی کے ساتھ روکنے کے بعد علا الدین خلجی نے اپنے قابل جنرلوں جیسے الغ خان اور نصرت خان کی مدد سے طاقتور راجپوت ریاستیں جیسے رنتھمبور، میوار، مالوہ، چندری اور گجرات کو فتح کرنے کی جانب متوجہ ہوا۔ یہ تمام ریاستیں یکے بعد دیگر علا الدین کی سلطنت میں شامل ہوتی گئیں۔ 1300ء کے اختتام تک عملی طور پر سارا شمالی ہندوستان علا الدین خلجی کی سلطنت میں شامل ہوگیا۔ دلی سلطنت کے تمام سلاطین میں وہ سامراجیت کی پالیسی کا معمار اور علمبردار بن گیا۔ بالآخر اپنے قابل فوجی جنرل ملک کافور کی قیادت میں وہ، دکن کی فتوحات کی جانب متوجہ ہوا۔ ہندو ریاستیں جیسے دیوگری کے یادوا، ورنگل کے کاکتیہ، ہویاسالا اور دوار سمدرا مدورا کے پانڈیا آپسی اختلافات اور رقابتوں کا شکار تھے اسی لئے وہ ان کے مشترکہ حریف کے آگے متحدہ محاذ قائم کرنے میں ناکام ہوگئے۔ اسکی وجہ سے خلجی کی فوجوں کو ہر جگہ آسانی کے ساتھ کامیابی حاصل ہوگئی۔ اس کے علاوہ وہ جنگ میں مال غنیمت اور خراج کے طور پر سونے، چاندی، موتیوں اور دیگر قیمتی مال و اسباب سے لدے ہزاروں اونٹوں کو لیکر دلی واپس ہوا۔ 1312ء تک علا الدین خلجی کی سلطنت میں سارا شمال اور سارا جنوبی ہند شامل تھا۔ تمام نامور حکمرانوں نے اس کے اقتدار اعلا کو تسلیم کرلیا۔ خلجی کے دور میں دلی سلطنت حقیقتاً اپنی علاقائی وسعت کی بلندی کو چھو رہی تھی۔

25.7.1 انتظامی اور معاشی اصلاحات

علا الدین خلجی نے نظم و نسق کے میدان میں روایتی مسلم پالیسی کو ترک کرتے ہوئے سلطنت کے امور میں علماء یا مذہبی سربراہوں کی مداخلت کو روک دیا۔ عوام نے اسکی حکومت کے نظریہ کی بھرپور حمایت کی۔ اس نے ریاست کی فلاح و بہبود کو اپنا مقصد قرار دیا امرا کی شراب نوشی اور ان کی سماجی تقریبات اور آسانی سے دولت جمع کرنے کے ذرائع پر پابندی عائد کردی گئی۔ ان اقدامات سے اقتدار اعلا کے خلاف امراء کی سازشوں اور بغاوتوں کا سدباب ہوگیا۔ سلطان نے خود شراب نوشی کو ترک کردیا اور دوسروں کے لئے ایک مثال قائم کردی لیکن اس نے ہندوؤں کے ساتھ سختی سے برتاؤ کیا۔ انہیں گنگا کے دوآبے میں مکمل پیداوار پر پچاس فیصد ٹیکس مالگزاری کی حیثیت سے حکومت کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ میدانوں میں مویشیوں کے چرانے پر بھی ٹیکس دینا پڑتا۔ مکانوں کا ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا۔ غیر مسلموں کو معاشی مراعات سے محروم کیا گیا۔ انہیں گھوڑے پر بیٹھنے، بہتر پوشاک پہننے، ہتھیاروں کو ساتھ رکھنے اور ان کے پان کھانے پر بھی پابندی عائد کی گئی علاالدین کی فوجی اصلاحات سے اس کے تدبر اور اعلا درجہ کی فہم و فراست کا پتہ چلتا ہے اور معاشی امور پر اسکی بہترین معلومات کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ ایک حقیقی عسکریت پسند کی حیثیت سے اس نے ایک مستقل اور منظم فوج کی ضرورت کو محسوس کیا تاکہ وسیع و عریض سلطنت کو برقرار رکھا جاسکے۔ اس لئے اس نے گھوڑوں اور روزمرہ کی ضروریات زندگی کی قیمتوں پر کنٹرول کیا۔ اشیائے ملیحتاج کی قیمتوں پر کنٹرول ہونے کی وجہ سے سپاہی ایک آرام دہ زندگی بسر کرنے لگے اور سرکار کی جانب سے دی جانے والی مقررہ تنخواہ میں اپنے گھوڑوں کو دانا پانی دینے کے قابل ہوسکے۔ علا الدین خلجی کے مارکٹ کنٹرول قوانین کی وجہ سے عام رعایا کو بھی فائدہ حاصل ہوا۔ انہیں ضروریات زندگی کی اشیا اور مصنوعات سستے داموں میں ملنے لگیں۔ اگرچہ علاالدین خلجی نے اپنا زیادہ وقت جنگی سرگرمیوں میں صرف کیا لیکن اس نے عوامی فلاح و بہبود کے کاموں کی جانب بھی توجہ کی علماء اور نیک شخصیتوں کی سرپرستی بھی کی۔ امیر خسرو سلطنت کے ملک الشعرا تھے۔

بڑے پیمانے پر فتوحات اور نظم و نسق میں چند اصلاحات لانے کے باوجود علا الدین خلجی کی حکومت بہت زیادہ مرکزیت سخت گیری اور سراغ رسانی کے مخالفانہ اثرات کا شکار ہوگئی۔ ہندو راجا اور مسلم امرا نے اسکی اصلاحات کا خیرمقدم نہیں کیا۔ ملک کافور کے برے اور خطرناک اثر کے تحت وہ بہت زیادہ شک کرنے لگا اپنے بچوں سے لاپرواہی برتنے لگا اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آنے لگا جب علاالدین کا 1316ء میں انتقال ہوا تو ملک کافور نے بادشاہ گر کی حیثیت سے اختیارات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ایسا مختصر سے وقفہ کے لئے کرسکا۔ سابقہ شہنشاہ کے غلام ملک کافور کے غرور و تکبر کو ناپسند کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے اسے قتل کرڈالا اس کے بعد اقتدار کے حصول کے لئے جو سراسیگی اور بدنظمی پھیلی اس میں دیپل پور کے ایک سرحدی عہدہ دار غازی ملک نے 1320ء میں اقتدار کی باگ دوڑ سنبھالنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس نے غیاث الدین تغلق کے لقب سے دلی سلطنت میں تغلق خاندان کے دور کا آغاز کیا۔

25.8 تغلق خاندان ۔ محمد بن تغلق (1325۔1351)

دلی سلطنت کی تاریخ میں ایک ملتا جلتا واقعہ ہوا۔ جس طرح خلجی خاندان کے بانی جلال الدین خلجی کا قتل کیا گیا۔ اسی طرح تغلق خاندان کے بانی غیاث الدین تغلق کی بھی صرف پانچ برس کی کامیاب حکومت کے بعد پراسرار طور پر 1325ء میں ہلاکت واقع ہوئی۔ شہزادہ جونا خان بادشاہ کی موت کا ذمہ دار تھا۔ وہ محمد بن تغلق کے لقب سے اسی سال تخت نشین ہوا۔ نیا بادشاہ ڈاکٹر ایشوری پرشاد کے خیال کے مطابق

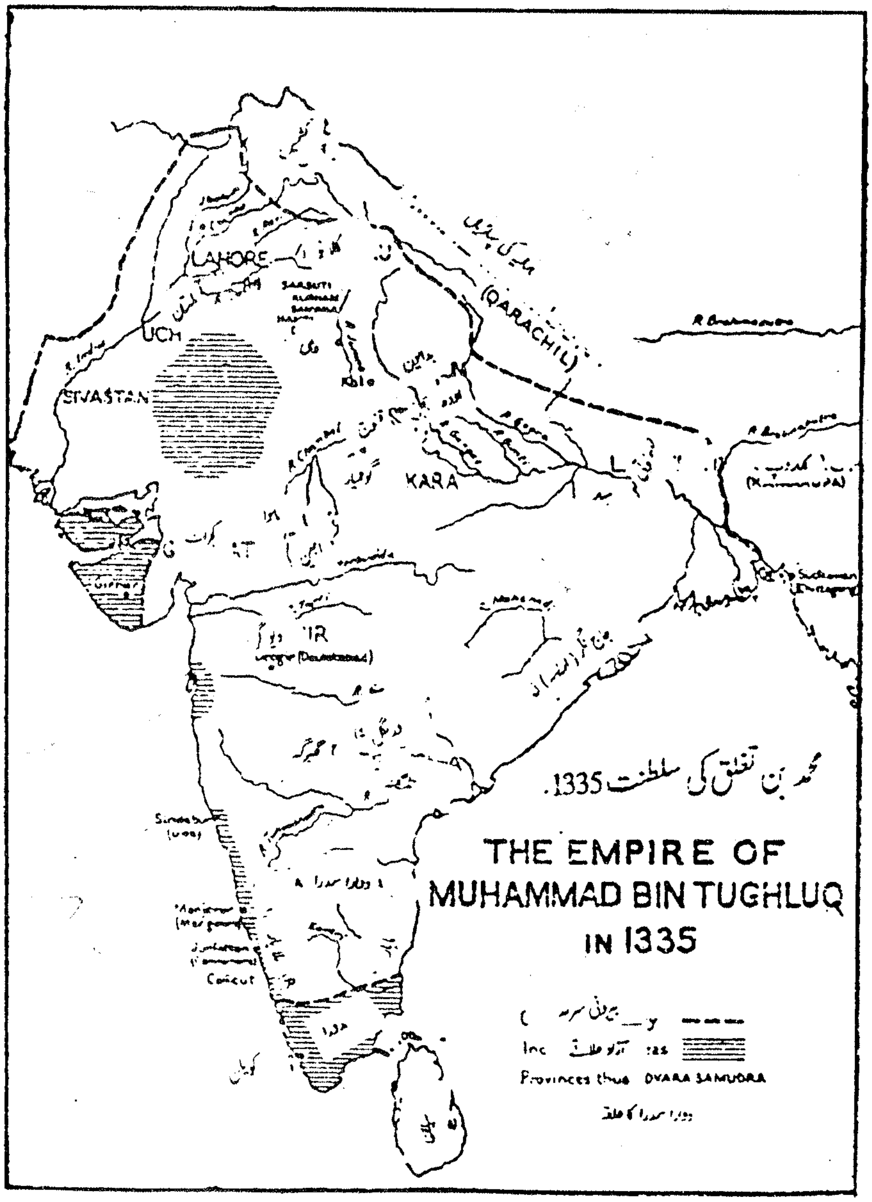
محمد بن تغلق کی سلطنت 1335
THE EMPIRE OF
MUHAMMAD BIN TUGHLUQ
IN 1335
LAHORE
UCH
SIVASTAN
KARA
(QARACHIL)
Provinces thus DVARA SAMUDRA

(ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی مختصر تاریخ عہد وسطیٰ کے تمام تاجداروں میں بلاشبہ ایک قابل ترین بادشاہ تھا۔ وہ ایک دیق اور نیک مسلمان تھا۔ اپنے پیش رو علاالدین خلجی کے برعکس ہندوں کے ساتھ اسکا رویہ بے حد نرم تھا۔ محمد بن تغلق نے ستی کی مذموم رسم کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ اس نے ہندوں کو ریاست کے اعلا عہدوں پر فائز کرنے کی کوشش کی اس سے اسکی رواداری اور آزادانہ رویہ کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب ستم ظریفی تھی کہ اس کے کردار میں بہت سی خامیاں تھیں۔ اس کی کمزوریوں کے علاوہ دوسرے عوامل جیسے دس برس سے جاریہ قحط سالی، لوگوں کی قدامت پرستی اور انکا رجعت پسندانہ رویہ بھی اس کے بہت سے اقدامات اور اسکیمات کی مکمل ناکامی کا سبب بنے اگرچہ تغلق کے منصوبے اصولی طور پر بہت اچھے تھے اور ترقی یافتہ سوچ کی غمازی کرتے تھے۔ لیکن وہ حقیقت پسندانہ اور عملی احساس سے عاری تھے۔ تغلق عوام کی نبض پہچان نہیں سکا۔ نتیجتاً جب عوام اس کے اقدامات کے ساتھ تعاون کرنے میں ناکام ہوگئے تو وہ غصہ سے بے قابو ہونے لگا۔ اسکی وجہ سے معصوم عوام کو سخت سزائیں دی جانے لگیں۔

محمد بن تغلق نے دوآبے میں ٹیکس میں اضافہ کیا اور اسکی سختی کیساتھ وصولی کے احکامات صادر کئے۔ جب کہ اس علاقہ میں سخت قحط سالی پھیلی ہوئی تھی۔ 1326۔ 1327 عیسوی میں اس نے دلی سے دیوگری اور پھر دلی کو پائے تخت منتقل کرتے ہوئے عوام کو بھی ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہونے پر مجبور کیا۔ 1330ء میں اس نے تانبے کے سکے جاری کئے۔ پھر منسوخ کردیئے اور اس کے عوض سونے اور چاندی کے سکے دینے کا اعلان کیا تو اس وقت وہ افراد کو خانگی طور پر جعلی سکے بنانے سے روک نہیں سکا۔ اس کے علاوہ اس نے ایران میں خراسان اور ہندوستان کے درمیان پہاڑی والی سرحد پر واقع قراحل کو فتح کرنے کے لئے بے حساب دولت خرچ کی۔ محمد بن تغلق نے 1335ء سے اقتدار اعلا کے خلاف سلطنت کے مختلف گوشوں میں ہونے والی بغاوتوں کو کچلنے کی ناکام کوشش کی۔ ان تمام واقعات سے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ تغلق مختلف انتظامی منصوبوں کی عمل آوری میں حقیقت پسندانہ عملی نقطہ نظر سے عاری رہا۔

سلطان کی ان پالیسیوں کی وجہ سے سلطنت کے سرکاری مالیہ پر زبردست بوجھ پڑا۔ اور عوام الناس کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس حقیقت کا مشاہدہ دارالسلطنت کی منتقلی اور دوآبے میں ٹیکسوں کے اضافہ کے وقت کیا گیا۔ اس کے عہد میں بنگال، سندھ، گجرات، پورا دکن، دوراسمدرا، اور مالابار سلطنت سے علاحدہ ہوگئے۔ ان صوبوں کے حکمراں خود مختار ہوگئے۔ وجیانگر سلطنت (1336ء) اور بہمنی سلطنت (1347ء) میں قائم کی گئی۔ سلطنت کے حالات سلطان اور عوام الناس کے لئے ناقابل برداشت ہوگئے۔ جب تغلق کا انتقال مارچ 1351 میں ہوا تو بادشاہ کے معاصر درباری مورخ برنی نے لکھا کہ "بادشاہ عوام سے اور عوام بادشاہ سے آزاد ہوگئے"۔

25.9 فیروز تغلق (1351۔1388)

چوں کہ محمد بن تغلق کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ اسی لئے اس کے چچازاد بھائی فیروز تغلق کو امرا اور علمائے کرام نے جانشین کی حیثیت سے منتخب کیا۔ ڈاکٹر ایشوری پرشاد نے لکھا ہے کہ "وہ اعلا ترین عہدہ کے لئے نہ صرف کم اہلیت رکھتا تھا بلکہ وہ زیادہ آرزومند بھی نہیں تھا۔" اس کے پیشرو کے برعکس فیروز تغلق ایک مذہبی متعصب حکمراں کی طرح عمل کرنے لگا۔ اس سے نظم و نسق کے امور پر اثر پڑنے لگا۔ وہ اپنی غیر مسلم رعایا کو مشرف بہ اسلام ہونے کی ترغیب دینے لگا۔ اس نے نو مسلموں کو جزیہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا۔ جزیہ غیر مسلموں پر عائد کیا گیا۔ وہ سلطنت کے معاملات میں بھی مفتیوں، مولویوں اور مسلم مذہبی عالموں سے مشورہ کرنے لگا۔ اس پالیسی کی وجہ سے

سلطنت کا شیرازہ بکھرنے لگا۔

اگرچہ فیروز تغلق کا دور چند خامیوں کا شکار تھا۔ لیکن اس دور میں چند فائدہ بخش اصلاحات بھی نافذ کی گئیں۔ سلطنت کے عہدہ داروں کو تنخواہوں کی ادائگی کے بجائے جاگیریں یا اراضیات عطا کئے جانے والے طریقہ کو برقرار رکھا گیا۔ لیکن اس نے کسانوں کے مفادات کے تحفظ کا خیال رکھا۔ اس نے اراضیات کی آبیاری کے لئے چار نہریں تعمیر کروائیں۔ دریائے جمنا اور گھاگھر کا پانی نہروں کے ذریعہ فراہم کیا جانے لگا۔ درحقیقت شیر شاہ سوری (1540۔1545ء) سے پہلے دلی کا پہلا مسلم بادشاہ تھا جس نے ایسے رفاہی کام انجام دیے۔ اس نے دہلی میں ایک دواخانہ قائم کیا۔ اس دواخانے سے مریضوں کو مفت ادویات اور کھانا دیا جاتا تھا۔ فیروز تغلق کی نرم دلی کا احساس قانونی نظام کی اصلاح سے ہوتا ہے۔ اس نے ایذارسانی کے طریقہ کو منسوخ کیا۔ قانونی طریقہ کو آسان بنایا گیا اور جاسوسی یا مخبری کی حوصلہ شکنی کی گئی۔ غریبوں اور بیروزگاروں کی امداد کے لئے کوتوال یا شہر کے سربراہ بے روزگار لوگوں کی فہرست مرتب کرکے دیوان یا وزیر مالیہ کے پاس روانہ کرتے۔ وزارت مالیہ کی جانب سے مناسب پیشوں کا انتظام کیا جاتا۔ سلطان نے عالموں کی سرپرستی کی۔ اس نے کئی مدارس اور کالج قائم کئے۔ ان درس گاہوں میں بنیادی طور پر دینی تعلیم دی جاتی تھی۔ ان تمام چیزوں سے بڑھ کر، فیروز تغلق ایک عظیم معمار اور ایک عظیم باغبان تھا۔ اس نے کئی مسجدیں، محلات، اور خانقاہیں تعمیر کیں۔ مسافرین کی سہولت کے لئے کئی مسافر خانے بنوائے۔ فیروز تغلق نے فیروز آباد، فتح آباد اور جون پور شہر کی بنیاد رکھی۔ اس نے دلی کے قرب و جوار میں ایک ہزار دو سو نئے باغات لگوائے۔ اس کے علاوہ علاالدین خلجی کے دور کے تیس (30) پرانے باغوں کو از سرنو بنوایا۔ کئی پھولوں اور پھلوں کے باغات لگانے سے نہ صرف بیکار زمین کارآمد کی بلکہ مملکت کی آمدنی میں سینکڑوں روپیوں کا اضافہ ہوا۔

25.10 سلطنت کا زوال

اگرچہ فیروز تغلق کا دور حکومت انتظامی اصلاحات کے لئے اہمیت رکھتا تھا۔ لیکن وہ علا الدین خلجی یا محمد بن تغلق کی لیاقت، فراست اور طاقت سے محروم تھا۔ 1353 تا 1354 اور 1371 تا 1372 کے درمیان بنگال، اڑیسہ، ناگرکوٹ اور سندھ کے ٹھٹھہ میں طاقت ور اندازی فوجی مہمات سر نہیں کی گئیں۔ حالاں کہ سازگار حالات موجود تھے سلطان کی بے انتہا فیاضی سے فوج کی کارکردگی متاثر ہوگئی۔ اس نے عمر رسیدہ اور کمزور افراد کو فوج میں برقرار رکھا۔ حالانکہ وہ ناکارہ ہوگئے تھے۔ اس کے علاوہ غلاموں کی ایک لاکھ اسی ہزار (1.80.000) کی ایک فوج تیار ہوگئی تھی۔ انکی نگرانی کے لئے ایک علاحدہ دفتر قائم کیا گیا۔ دلی اور سلطنت کے صوبوں میں باقاعدہ عملہ رکھا گیا۔ اس سے سرکاری خزانہ پر زبردست بوجھ پڑا۔ فیروز تغلق کے آخری ایام رنج و غم اور فکرمندی میں ڈوبے ہوئے رہے کیوں کہ اس کے دربار میں گروہی اختلاف پیدا ہوگئے تھے۔ اس کا انتقال اسی برس (80) کی عمر میں اکٹوبر 1388ء میں ہوا۔ دلی سلطنت کے زوال کا سلسلہ جو محمد بن تغلق کے دور سے شروع ہوگیا تھا وہ فیروز تغلق کے عہد میں تیز ہوگیا۔ 1388 اور 1414ء کے درمیان کمزور اور نااہل جانشینوں کی وجہ سے زوال کا عمل اور تیز تر ہوگیا۔ غیر اطاعت گزار گورنروں اور منچلے سرداروں نے یکے بعد دیگرے اپنی خود مختاری کا اعلان کرنا شروع کردیا۔ اس کے نتیجہ میں فیروز تغلق کی وفات کے دس برس کے اندر ایک وقت کی ہندوستان کی طاقتور ترک سلطنت دلی کی ایک چھوٹی سی ریاست میں تبدیل ہوکر رہ گئی۔

25.11 تیمور کا حملہ (1398ء)

تیمور کے حملے سے ترک سلطنت کے بحران میں اور اضافہ ہوگیا۔ تیمور وسط ایشیا کا ایک نامور ترک فاتح اور صاحب اقتدار تھا۔ اس نے سپٹمبر 1398 میں دلی اور اس کے شمالی حلقوں پر حملہ کیا اور تغلق اقتدار پر ایک کاری ضرب لگائی۔ یہ حملہ دراصل اچ، ملتان اور دیپل پور سے شروع کیا گیا۔ اور ہندوستان کے منتشر حالات سے فائدہ اٹھایا گیا کسی بھی مقام پر حملہ آور کے خلاف موثر مزاحمت نہیں کی گئی۔ پائے تخت دلی میں مزاحمت کی گئی لیکن اس پر حملہ آور نے قابو پالیا تمام مفتوحہ شہروں میں لوٹ مار، قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔ خطرناک حملہ آور نے بڑے پیمانے پر انسانی تباہ کاری کی۔ ایک لاکھ ہندوؤں کو اسیران جنگ بنایا گیا۔ اور دلی میں داخل ہونے سے پہلے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ دلی کو فتح کرنے کے بعد بھی پندرہ دن تک قتل عام اور لوٹ مار جاری رہی۔ اس کی وجہ سے نہ صرف دلی کے باشندوں کو مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا بلکہ انتظامیہ کی مشنری تباہ ہوگئی۔ آخر کار جب سلطان محمود کا انتقال 1412ء میں ہوا تو دلی سلطنت ترکوں کے ہاتھوں سے چھوٹ گئی۔ جنھوں نے دو صدیوں سے زیادہ عرصے تک حکومت کی تھی۔ اسکی وفات کے بعد تخت و تاج اور اقتدار کے لئے رسہ کشی شروع ہوگئی۔ اس میں ملتان کے گورنر اور شمالی ہند میں تیمور لنگ کے نائب خضر خان کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نے سید خاندان کے دور کا آغاز کیا۔ یہ چوتھی مسلم لیکن پہلی غیر ترک حکومت تھی جو جون 1414ء میں بہت ہی سکڑی ہوئی دلی سلطنت پر قائم کی گئی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

3 سلطان علاالدین خلجی کی نافذ کردہ ایک معاشی اصلاح کا تذکرہ کیجیے۔

____

____

4 محمد بن تغلق کے نافذ کردہ تانبے کے سکہ کی ناکامی کا کم از کم ایک سبب بتلائیے۔

____

____

5 تیمور نے ہندوستان پر کب حملہ کیا۔

____

25.12 سید خاندان

خضر خان نے (1414ء-1421ء) مئی 1421 تک یعنی سات برس تک آزادانہ طور پر حکومت کی لیکن اس نے خود کو سرکاری طور پر تیمور کا نائب قرار دیا۔ اس نے سلطان یا شاہ کا لقب اختیار نہیں کیا۔ اس نے اپنے نام سے سکے بھی جاری نہیں کئے۔ اس کی سلطنت سندھ، پنجاب، اور مغربی اترپردیش کے چند حصوں پر مشتمل تھی۔ اگرچہ سلطنت وسیع تھی لیکن وہ کئی علاقائی ریاستوں میں سے ایک ریاست تھی۔ یہ آزاد ریاستیں تغلق سلطنت کے زوال کے بعد بنگال، جون پور راجستھان، مالوہ، گجرات، خاندیش اور دکن کے جزیرہ نما میں قائم ہوگئی

تھیں۔ اس کی وجہ سے دلی سلطنت سکڑ کر مختصر ہوگئی تھی۔ خضر خان کو اپنے سارے دور حکومت میں پڑوسی منچلے حکمرانوں یا اسی کے علاقوں کے باغی ہندو سرداروں اور مسلم امراء سے لڑنا پڑا۔ خضر خان کے بعد اس کا بیٹا مبارک شاہ (1421۔1434) اسکا جانشین بنا۔ وہ اپنے باپ سے زیادہ قابل ثابت ہوا۔ اس نے سلطان کا لقب اختیار کیا۔ اس نے دوآبے کے ہندو زمین داروں اور پنجاب کے مسلم امرا کی بغاوتوں کو کچل دیا۔ مبارک شاہ نے اپنی متزلزل سلطنت کو راجپوتوں کی بے جا مداخلت، جون پور اور مالوہ کے مسلم حکمرانوں اور کابل کے مغلوں سے محفوظ رکھا۔ لیکن بد قسمتی سے سلطان اسی کے ناآسودہ امراء کی سازش کا شکار ہوگیا۔ فروری 1434 میں اسکا سر قلم کردیا گیا۔ اس داخلی خلفشار کی وجہ سے سیدوں کا اقتدار تیزی کیساتھ روبہ زوال ہونے لگا۔ مرحوم سلطان کے بھتیجے محمد شاہ (1434۔1445) کو تخت نشین کروایا گیا لیکن حقیقی اقتدار وزیر سرور الملک کے ہاتھوں میں مرکوز رہا۔ یہ وزیر ہی سازش کرنے والوں کی قیادت کررہا تھا۔ جب اس نے اپنے رقیبوں کا سختی کیساتھ خاتمہ کرنے کی کوشش کی تو بہت سے امرا اس کے خلاف ہوگئے اس سے کمزور سلطنت مکمل سراسیمگی اور انتشار کا شکار ہوگئی۔ اس صورت حال نے جون پور، گوالیار اور مالوہ کے حکمرانوں کو دلی کے علاقے کے بڑے ٹکڑوں کو چھین لینے کا موقع فراہم کیا۔ اگرچہ سلطان نے اس خطرناک وزیر کا قتل کرکے چھٹکارہ حاصل کرلیا لیکن وہ بد نظمی اور انتشار پسند قوتوں کو کچلنے میں ناکام رہا۔ لاہور کے گورنر بہلول لودھی کی بروقت امداد سے دلی مالوہ کی حملہ آور فوج سے محفوظ رہ سکی۔ اس کی خدمات کے صلہ میں سلطان نے بہلول لودھی کو خان خاناں کے خطاب سے سرفراز کیا۔

جب محمد شاہ کا انتقال 1445 میں ہوا تو اسکا بیٹا علا الدین دلی کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے عالم شاہ (دنیا کا شہنشاہ) کا لقب اختیار کیا۔ لیکن عملی طور پر بہت زیادہ نااہل اور خاندان کا آخری حکمراں ثابت ہوا۔ پیچیدہ انتظامی مسائل کا حل ڈھونڈنے، دربار کی سازشوں اور بغاوتوں کو فرو کرنے کے بجائے وہ اترپردیش میں اپنی خانگی جاگیر بدایون میں رہنے لگا۔ اس سے مملکت کے نامور اور طاقتور امیر بہلول لودھی کو عالم شاہ کو دلی کے تخت سے معزول کرنے کا موقع مل گیا۔ اس نے 1451 میں لودھی خاندان کی حکومت کا آغاز کیا۔ یہ دلی سلطنت کا پانچواں اور افغانی نسل کا آخری خاندان تھا۔

25.13 لودھی خاندان

دلی سلطنت کی تاریخ میں یہ ایک اہم بات ہے کہ فیروز تغلق کی وفات 1388 سے سلطنت کی طاقت اور وقار کی بحالی کے لئے صرف لودھی خاندان کے حکمرانوں نے پرخلوص کوشش کی۔ اس خاندان کے تین بادشاہوں میں جنھوں نے 1451 سے آغاز کرتے ہوئے 75 برس تک حکومت کی ان میں بہلول لودھی (1451۔1489) سلطنت کے بانی نے 39 برس تک حکومت کی۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کی حکومت کا انحصار افغانی امرا اور ان کے ماننے والے لوگوں کی حمایت اور وفاداری پر ہے۔ چوں کہ افغانی امرا جمہوری طرز عمل کے عادی تھے۔ اسی لئے سلطان نے جو ایک ہوشیار سیاست داں اور ناظم تھا۔ اپنے آمرانہ اقتدار کو ان پر عائد کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس کے برعکس وہ ایک افغان امیر کی طرح فرائض انجام دینے لگا۔ یہ طرز عمل دلی کے ترک سلاطین کے مطلق العنان بادشاہت کے تصور کے عین مخالف تھا اس کے ساتھ بہلول ایک طاقتور ناظم امور سلطنت اور فاتح ثابت ہوا۔ اس نے دوآبے ملتان اور سندھ کے باغی ہندو اور مسلمان سرداروں کے خلاف فوجی پیش قدمی کی اور انہیں اپنے اقتدار کو تسلیم کرنے پر مجبور کردیا۔ اس کے علاوہ میوار کے احمد علی خان کو شکست دے کر اس نے اس کے سات پرگنوں کو دلی میں شامل کرلیا۔ اسکی شاندار فتوحات میں، مشرقی خاندان کی جون پور کی مسلم سلطنت پر قبضہ تھا۔ اس کے

علاوہ اس نے فوجی پیش قدمی کرکے گوالیار کے حکمراں مان سنگھ کو 80 ٹنکے خراج دینے پر مجبور کردیا۔ سلطان ایک عادل بادشاہ کی حیثیت سے مشہور تھا۔ اس نے اپنی رعایا پر نرمی سے حکومت کی۔ بہر حال، بہلول لودھی نے دلی سلطنت کے وقار کو بحال کرنے کی کوشش کی۔

25.13.1 سکندر لودھی (1489۔ 1517 عیسوی)

تخت نشینی کے لیے تنازعہ پیدا ہوگیا تھا۔ آخر کار بہلول لودھی کے نو لڑکوں میں سب سے زیادہ قابل نظام خاں سکندر شاہ کے لقب سے جولائی 1489 میں تخت نشین ہوا۔ نئے سلطان نے اٹھائیس برس تک حکومت کی۔ وہ لودھی خاندان کا ایک عظیم حکمراں تھا۔ تخت نشینی کے ایک سال کے اندر اس نے دل جوئی کرکے اپنے مخالفین پر قابو پایا اور سلطنت کو مستحکم کیا۔ جب اس کے بڑے بھائی جون پور کے باربک شاہ نے خود مختار بادشاہت قائم کرنے کی کوشش کی تو اسے معزول کردیا گیا۔

سلطان نے نظم و نسق چلانے کے لئے اپنے عہدہ داروں کو مقرر کیا۔ سکندر لودھی کے باپ نے چند افغانی امرا اور امیروں میں اقتدار کو تقسیم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے برعکس سکندر لودھی نے ترک سلاطین کی طرح ایک طاقتور مطلق العنانیت کو قائم کرنے کی کوشش کی۔ اسی پالیسی کے تحت اس نے افغان سرداروں اور عہدہ داروں کی سرگرمیوں پر راست نگرانی رکھی۔ بدعنوانیوں اور باغیانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے والے افراد کو سخت سزا دی جانے لگی۔ اسے علاالدین خلجی سے ایک بہترین جاسوسی کا نظام حاصل ہوا تھا۔ اس سے اس کے نظم و نسق کو قابل لحاظ مدد ملی۔

سکندر لودھی نے مترک سلطنت کے کھوئے ہوئے صوبوں کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ اس نے آگرہ کو 1504 میں اپنا پائے تخت بنایا تاکہ وہاں سے دھول پور، گوالیار، اور مالوہ کے خلاف کاروائی کی جاسکے۔ وہ گوالیار اور مالوہ کو فتح کرنے میں ناکام ہوگیا۔ لیکن سلطان نے دھول پور، نارواد، اور چندیری کے ہندو سرداروں کو مطیع کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس نے جون پور کے سابقہ حکمراں حسین شاہ مشرقی کے خلاف جنگ میں 1495 میں عظیم کامیابی حاصل کی اور بہار پر قبضہ کرکے اسے دلی سلطنت میں شامل کرلیا۔ سکندر لودھی نے اناج پر سے ڈیوٹی منسوخ کردی۔ تجارت کی پابندیوں کو برخاست کردیا۔ اس کی وجہ سے چاول، کپڑا اور دوسری اشیائے ماتحیاج سستی ہوگئیں۔ لیکن اس کے دور میں غیر مسلم رعایا کو مذہبی طور پر ستایا گیا۔ جو اسکی آبادی کا ایک بڑا طبقہ تھا۔ فیروز تغلق کی طرح وہ بھی علما کے اثر میں آگیا۔ اس نے بتوں کو توڑا۔ ہندؤں پر جزیہ اور یاترا ٹیکس عائد کیا۔ اور مذہبی رسومات کی ادائیگی پر بہت سی پابندیاں عائد کیں۔ اس ایک نقص سے ہٹ کر سکندر لودھی عدل و انصاف سے محبت کرتا تھا۔ اس نے عالموں کی سرپرستی کی۔ اس کا دور بلاشبہ لودھی اقتدار کی معراج کا مظہر تھا۔ اس کے علاوہ سابقہ دلی سلطنت کی طاقت اور اقتدار کی نیم بحالی تھی۔

25.13.2 ابراہیم لودھی (1517۔ 1526 عیسوی)

سکندر لودھی کا سب سے بڑا لڑکا ابراہیم لودھی نومبر 1517ء میں تخت نشین ہوا۔ خارجی امور میں ابراہیم لودھی نے اپنے باپ کی فتوحات اور توسیع پسندی کی پالیسی کو جاری رکھنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس نے اعظم ہمایوں شیروانی کی قیادت میں ایک بڑی فوج گوالیار کی ریاست کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ قلعہ کے سخت محاصرہ کی وجہ سے کمزور راجپوت سردار وکرماجیت نے دلی کا باجگزار بننے سے اتفاق کرلیا۔ یہ ابراہیم لودھی کا عظیم کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ اس نے اپنی سلطنت کو وسیع کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں اس نے مالوہ کے خلاف ایک فوج روانہ کی۔ اس وقت رانا سنگرام سنگھ کی حکومت تھی۔ اسے راناسانگا کے نام سے بلایا جاتا تھا۔ سلطان کی فوج کے

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-34.
IMC LIBRARY

سرداروں میں اختلافات رونما ہوگئے ۔ ان میں عدم تعاون پیدا ہوگیا۔ اس کی وجہ سے راجپوتوں کے ہاتھوں اسے زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ بڑے پیمانہ پر جانی نقصان ہوا۔ اس کے بعد ابراہیم لودھی نے جارحانہ حملوں کے ذریعہ اپنے علاقہ کو وسیع کرنے کی کوشش نہیں کی۔

داخلی اختلافات نے سلطان کے اقتدار کو برباد کردیا۔ ابراہیم لودھی کے دور میں افغان حکومت کا کردار تبدیل ہوا۔ مختلف قبیلوں جیسے لوہانی، فرمولی اور لودھی سے تعلق رکھنے والے امراء سلطنت میں اہم عہدوں پر فائز تھے ۔ وہ انفرادیت پسند اور آزادانہ رجحانات کے عادی تھے ۔ وہ سلطان کو ایک آقا کے بجائے اپنا ایک بڑا جاگیر دار تصور کرتے تھے ۔ سکندر لودھی نے اپنی حکمت عملی اور فہم و فراست کے ذریعہ ان پر قابو رکھا تھا۔ لیکن اس سلسلہ میں ابراہیم نے تدبر سے کام نہیں لیا۔ اس کے جابرانہ اقدامات کی وجہ سے بہت سے قریبی اور باعتماد قبیلے کے لوگ اس کے شاہی اقتدار کے خلاف ہوگئے ۔

سلطان نے ناآسودہ امرا کو وحشیانہ سزائیں دیں۔ اس سے دوسرے امراء دہشت زدہ ہوگئے ۔ سلطان کے چھوٹے بھائی جلال خان گوالیار کے قلعہ کے محاصرہ کا فاتح مند افغان کمانڈر اعظم ہمایوں شیروانی، سکندر لودھی کے زمانے کا عمر رسیدہ وزیر میاں بھوا اور چندیری کے گورنر میاں حسین خان فارمولی وغیرہ سب وحشیانہ طور پر ستائے گئے اور بیدردی کے ساتھ قتل کردیئے گئے۔ نتیجتاً بہار کے گورنر بہادر خان لوہانی غازی پور کے گورنر ناصر خان لوہانی، لاہور کے گورنر دولت خان لودھی اور دیپل پورہ کے گورنر عالم خان لودھی نے اپنی مدافعت میں بغاوت کا پرچم بلند کردیا اور آزادی کا اعلان کردیا۔ سلطان ان بغاوتوں کو کچلنے میں ناکام رہا۔ اس کے نتیجہ کے طور پر سلطنت کے مشرق اور شمال مغربی علاقوں نے خود مختاری کا موقف اختیار کرلیا تو سلطنت مزید بکھر گئی۔ دلی سلطنت کے تابوت میں آخری کیل اس وقت لگی جب شمال مغرب میں لاہور اور دیپل پور کے گورنروں نے کابل کے مغل حکمراں بابر کو دلی پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔

25.14 پہلی جنگ پانی پت (1526 عیسوی)

بابر کی رگوں میں دو زبردست فاتحین تیمور اور چنگیز خان کا لہو دوڑ رہا تھا۔ والد کی طرف سے (ترک) تیمور اور والدہ کی طرف سے چنگیز خان (منگول) سے سلسلہ نسب ملتا تھا۔ اس نے کم عمری ہی میں وسط ایشیا میں واقع سمرقند کی آبائی سلطنت کھودی۔ ہمت نہ ہارتے ہوئے اس نے کابل پر حملہ کیا اور اس پر 1504ء میں قبضہ کرلیا۔ پھر اس نے 1519۔ 1520 میں ہندوستان کی جانب توجہ کی۔ شمال مغربی ہندوستان کی سرحد پر واقع علاقوں پر ابتدائی حملے کئے۔ ان حالات میں ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں کے گورنروں کی دعوت سے بابر کے حوصلے بلند ہوگئے ۔ اس نے 1524۔ 1525 میں پنجاب پر کامیاب حملہ کیا اور خود کو صاحب اقتدار کی حیثیت سے منوایا۔

مغل فاتح نے دلی کے سلطان سے جنگ کرنے آگے پیش قدمی کی۔ دونوں فوجیں 12/ اپریل 1526ء میں دلی کے شمال میں پانی پت کے گاؤں میں مدمقابل آئیں۔ لودھی کی فوج ایک لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ اور دشمن کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی۔ لیکن مغل فوج قابل کمانڈر شپ کارگر گھوڑے سوار اور اہل پیدل فوج پر مشتمل تھی۔ اس سلسلہ میں وہ افغان فوج سے زیادہ بہتر تھی۔ جنگ دوپہر تک جاری رہی۔ ابراہیم لودھی مارا گیا اور اسکی فوج کو زبردست ہزیمت اٹھانی پڑی۔ یہ فتح ہندوستان کی تاریخ میں ایک سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ دلی سلطنت ٹوٹ کر بکھر گئی۔ اور مغل سلطنت کی بنیاد رکھی گئی۔ ہندوستان کی تاریخ میں 1526 سے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔

اس اکائی میں ترک اور دلی سلطنت کے قیام، استحکام، فروغ اور زوال کا خاکہ کھینچا گیا۔ دونوں سلطنتوں نے ملکر وسط ہند میں تین صدیوں سے زیادہ عرصے تک حکومت کی۔ اس دور میں پانچ خاندانوں نے تاریخ کے اسٹیج کو زینت بخشی۔ سلطنت کی کمزوری یا طاقت کا انحصار سلطان کی

شخصیت پر ہوتا تھا۔ عام طور پر ایک طاقتور حکومت کے بعد کمزور حکومتیں قائم کی گئیں۔ اقتدار کا سرچشمہ ہتھیاروں کی طاقت پر منحصر ہوتا تھا۔ اکثریتی طبقہ کی فلاح و بہبود کا تصور ابتدائی عہد وسطی کے ایام میں مفقود تھا۔ تاہم اس دور میں مختلف میدانوں میں ہندو مسلم ثقافتیں ایک دوسرے سے قریب ہوئیں۔ بعد میں مغل عہد میں دو تہذیبوں کے ملاپ کا سلسلہ عروج تک پہونچا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ سکندر لودھی کے دو اہم کارناموں کو بیان کیجیے۔

____

____

2۔ پہلی جنگ پانی پت میں کسے شکست ہوئی۔

____

____

25.15 خلاصہ

1۔ قطب الدین ایبک (1206۔1210) ہندوستان میں ترک سلطنت کا بانی تھا۔
2۔ غیاث الدین بلبن (1246۔1286) ایک عظیم غلام حکمراں تھا۔ اس نے دلی سلطنت کو استحکام بخشا۔
3۔ علاالدین خلجی (1296۔1316) ایک عظیم فاتح تھا۔ اس نے اہم فوجی اور معاشی اصلاحات نافذ کیں۔
4۔ محمد بن تغلق کے دور سے دلی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔
5۔ تیمور کے 1398 کے حملے نے دلی سلطنت پر ایک کاری ضرب لگائی۔
6۔ دلی کی ترک سلطنت 1526 کی پہلی جنگ پانی پت کی وجہ سے ختم ہوگئی۔

25.16 اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات

1 التمش
2 امیر خسرو
3 اس نے اشیائے مایحتاج کی قیمتیں مقرر کیں اور زیادہ قیمت پر فروخت کرنے والوں کو سزا دی
4 [illegible] کی سکہ کی پالیسی ناکام ہوگئی۔ کیوں کہ وہ خانگی اداروں کو سکہ بنانے سے روک نہیں سکا۔
5 1398

6 سکندر لودھی نے حسین شاہ شرقی کے خلاف جنگ کی۔ اور بہار کو دلی سلطنت کا ایک حصہ بنایا۔ اس نے دھول پور، نارواد اور چندیری کے ہندو سرداروں کو مطیع کیا۔

7 ابراہیم لودھی۔

25.17 نمونہ امتحانی سوالات

I. حسب ذیل کے ہر سوال کا جواب 30 سطروں میں لکھیے۔

1۔ بلبن نے کس طرح ترک سلطنت کے اقتدار کو مستحکم کرنے کی کوشش کی

2۔ علاالدین خلجی کے نافذ کردہ انتظامی اور معاشی اصلاحات کا جائزہ لیجیے۔

3۔ محمد بن تغلق کے کردار اور پالیسیوں کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔

4۔ فیروز تغلق کی مختلف اصلاحات کی وضاحت کیجیے۔

5۔ کس طرح لودھی سلاطین نے دلی سلطنت کے اقتدار اور وقار کو بحال کرنے کی کوشش کی

II۔ حسب ذیل کے ہر سوال کا جواب 15 سطروں میں لکھیے۔

1۔ کن حالات کی وجہ سے ہندوستان میں ترک سلطنت قائم ہوئی۔

2۔ التمش کے دور حکومت کا جائزہ لیجیے۔

3۔ تیمور کے حملے اور اس کے نتائج کو مختصر طور پر بیان کیجیے۔

4۔ کس حد تک ابراہیم لودھی کی پالیسیوں کی وجہ سے دلی سلطنت کو زوال ہوا

5۔ پہلی جنگ پانی پت کے اسباب اور نتائج کو بیان کیجیے۔

25.18 سفارش کردہ کتابیں

1. Iswari Prasad : A Short History of Muslim Rule in India

2. Iswari Prasad : History of Medieval India from 647 to 1526 A.D

3. Majumdar, R.C. (ed) : History and Culture of the Indian people, Vol. VI, Bharatiya Vidya Bhavan Series.

4. Mehta J.L. : Advanced study in the History of Medieval India, Vol. I

5. Panikkar, K.M. : A Survey of India

6. Srivastava, A.L. : Sultanate of Delhi.

مترجم: رحمت اللہ خان

مصنف: آر۔ کے۔ ریڈی

اکائی 26 دلی سلطنت۔ نظم و نسق معاشی و سماجی حالات

ساخت

26.0 مقاصد

26.1 تعارف

26.2 نظم و نسق ۔ حکومت کی خصوصیت

26.2.1 بادشاہ کا مرتبہ اور اختیارات

26.2.2 وزیروں کے فرائض

26.2.3 صوبائی حکومت

26.2.4 مقامی حکومت

26.2.5 مالی پالیسی

26.2.6 اقطہ کا نظام

26.2.7 عدلیہ

26.2.8 فوجی نظام

26.3 معاشی نظام

26.3.1 زراعت

26.3.2 صنعتیں

26.3.3 اندرونی تجارت

26.3.4 غیر ملکی تجارت

26.3.5 عوام کے عام حالات

26.4 سماجی حالات

26.4.1 سماج کی عمودی تقسیم

26.4.2 مسلمانوں میں طبقات

26.4.3 ہندوؤں کا موقف

26.4.4 خواتین کا موقف

26.4.5 کیا ہندو سماج ابتری کا شکار تھا

26.5 خلاصہ

26.6 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

26.7 نمونہ امتحانی سوالات

26.8 سفارش کردہ کتابیں

26.0 مقاصد

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ

- دلی سلطنت کے نظم و نسق کو سمجھ سکیں گے ۔
- دلی سلطنت کے عہد میں پائے جانے والے عوام کے سماجی و معاشی حالات سے واقف ہوسکیں گے ۔

26.1 تعارف

دلی سلطنت کا دور گیارھویں صدی عیسوی سے شروع ہوکر سولھویں صدی عیسوی پر ختم ہوجاتا ہے ۔ یہ تاریخ ہند کا ایک اہم دور ہے اس دور میں نہ صرف نظم و نسق بلکہ سماجی و معاشی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں ۔ اس اکائی میں دلی سلطنت کے خدوخال اور مملکت کے سماجی و معاشی نظام کے تعلق سے وضاحت کی گئی ہے ۔

26.2 نظم و نسق ۔ حکومت کی خصوصیت

دلی سلطنت کی خصوصیت مذہبی تھی سلطنت کا فریضہ شریعت (اسلامی قانون) کا نفاذ تھا ۔ اس پر علمائے کرام کا بھی اثر تھا ۔ دلی کے سلطان برائے نام خلیفہ سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتے تھے اور اس سے اپنی مسند نشینی کی خلعت حاصل کرتے تھے ۔ سوائے علاالدین خلجی اور مبارک شاہ خلجی کے تمام دوسرے سلاطین خود کو خلیفہ کا نائب قرار دیتے تھے ۔ حالاں کہ دلی سلطنت ایک اجنبی سلطنت تھی ۔ لیکن اس میں راجپوت پالیسی کے بہت سے عناصر مضمر تھے ۔ اس میں ترک اور افغانی خدوخال بھی تھے ۔ چوں کہ اس سلطنت کو ہندوستان میں چلانا مقصود تھا ۔ اس لئے بہت سے ہندوستانی رسم و رواج کو سلاطین نے اپنے نظم و نسق میں برقرار رکھا ۔ دلی سلطنت کو "ہندوستانی ماحول میں ترک ۔ ایرانی نظام" سے موسوم کیا گیا ۔

26.2.1 سلطان کا مرتبہ اور اختیارات

سلطان یا بادشاہ سربراہ مملکت تھا ۔ اس کی زبان سے نکلا ہوا لفظ قانون کا درجہ رکھتا تھا ۔ وہ عاملہ کا سربراہ ، قانون ساز ، عدلیہ کے اقتدار اعلا کا سرچشمہ اور سالار افواج تھا ۔ تاہم سلطان کی طاقت اور کمزوری کا انحصار اس کی شخصیت اور کردار پر مبنی تھا ۔ کمزور سلاطین آمرانہ انداز سے محروم تھے ۔ لیکن طاقتور حکمراں جیسے بلبن اور علاالدین خلجی آمرانہ انداز میں کام کیا کرتے تھے ۔

اس زمانے میں تخت نشین کا کوئی قانون نہیں تھا بقائے اصلح یا جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا تصور کارفرما تھا ۔ اکثر بادشاہ کی وفات کے بعد تخت نشینی کے لئے بھائیوں کے درمیان حصول اقتدار کے لئے رسہ کشی ہوا کرتی تھی ۔

سلاطین مملکت کے کاروبار ایک پرشکوہ دربار میں انجام دیا کرتے تھے ۔ یہ دربار ایک سیاسی ادارہ تھا ۔ سلاطین نے اپنے دربار کو ایرانی طرز پر تشکیل دیا تھا اور اس کی شان و شوکت پر بے تحاشہ دولت خرچ بھی کیا کرتے تھے ۔ سلطان عام طور پر مملکت کے اہم ترین امور

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34.

پر ایک کونسل جسے مجلس عام یا مجلس خلوت کہتے تھے بحث کیا کرتا تھا۔ اس مجلس میں وزراء کے علاوہ قابل اعتماد اعلا ترین عہدہ دار بھی حاضر رہا کرتے۔ لیکن اس کونسل کی کوئی دستوری حیثیت نہیں تھی۔ اس کے فیصلے سلطان پر لاگو نہیں ہوا کرتے۔ یہ ایک مشاورتی مجلس تھی۔

26.2.2 وزیروں کے فرائض

وزراء اور مختلف قسم کے عہدہ دار سلطان کی مدد کیا کرتے تھے تاکہ وہ اپنے فرائض خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے۔ وزیروں کی تعداد مقرر نہیں تھی۔ مختلف اوقات میں مختلف تھی۔

وہ وزراء جو سلطان کی مدد کیا کرتے تھے۔ ان میں وزیر کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ اسے بعض دفعہ وکیل کے نام سے موسوم کیا گیا۔ وہ مملکت کا وزیر اعظم تھا۔ وہ مالیہ کے محکمہ کا انچارج تھا اور تمام نظم و نسق کا سربراہ تھا۔ وہ سلطان کی اجازت سے اہم عہدہ داروں کا تقرر کیا کرتا تھا۔ اور افسر شاہی پر نگرانی رکھتا تھا۔ وزیر مال کی حیثیت سے ایک طاقتور وزیر ایک، مگر وہ سلطان پر ہمیشہ کنٹرول رکھتا تھا۔

اس زمانے میں نائب وزیر یا نائب وزیر اعظم کا بھی عہدہ تھا۔ وزیر کے بعد عرض ممالک ایک طاقتور وزیر تھا۔ اسے موجودہ وزیر دفاع سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ وہ فوج پر مکمل کنٹرول رکھتا تھا۔ سپاہیوں کی فوج میں بھرتی، ان کی تنخواہوں کا تعین فوج کو ساز و سامان فراہم کرنا اور وقت ضرورت فوج کو متعین کرنا فرائض میں شامل تھا۔ جنگ کے زمانے میں وہ میدان جنگ میں شریک رہتا لیکن وہاں وہ کمانڈران چیف کے ماتحت کی حیثیت سے کام انجام دیتا وہ قلعوں کی تعمیر اور ان کی دیکھ بھال کرتا۔ جنگ کے اختتام کے بعد عرض ممالک مال غنیمت کی تقسیم انجام دیتا اور مملکت کے حصہ کو حاصل کرتا۔ نائب وزیر اس کی مدد کرتا۔

دبیر مملکت، شاہی دربار کے ریکارڈ اور مراسلت کے محکمہ کا وزیر تھا۔ اس محکمہ کو دیوان انشا کہا جاتا تھا۔ دبیر مملکت کو دبیر خاص یا امیر منشی بھی کہا جاتا تھا۔ اس کی نگرانی میں صوبائی، مقامی اور غیر ملکی حکومتوں سے سلطان کی مراسلت کی جاتی تھی۔ وہ سلطان کے فرامین کو تحریر کرتا تھا۔ متعدد دبیروں (اہلکاروں اور خوشنویسوں) کو اس محکمہ میں رکھا جاتا تھا۔ تاکہ وہ مراسلت کے فرائض انجام دیں۔

دلی سلطنت کے نظم و نسق میں دیوان رسالت کا بھی محکمہ اہم تھا۔ اس محکمہ کے وزیر کو صدر الصدور کہا جاتا تھا۔ جو بنیادی طور پر مذہبی امور کا وزیر ہوتا تھا۔ وہ مذہبی اداروں پر نگرانی کرتا تھا۔ اور علمائے کرام، شیوخ اور دوسرے متبرک مذہبی اشخاص کو عطیات اور معاوضے تقسیم کرتا تھا۔ وہ لوگوں سے اپیلوں اور شکایتوں کو وصول کرتا اور ان کی شکایات کو رفع کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

صدر قاضی اور صدر منصف محکمہ انصاف کا وزیر تھا۔ جسے دیوان قضاء برید ممالک کہا جاتا تھا۔ جو اطلاعات اور سراغ رسانی کے محکمہ کا صدر ہوتا تھا۔ یہ وزیر بھی دلی سلطنت میں بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ تمام وزراء سلطان کے شخصی ملازمین تھے اور اس وقت تک اپنے عہدوں پر فائز رہتے تھے۔ جب تک کہ سلطان خوش رہتا ان کے مشوروں کو قبول کرنا سلطان کے لیے لازم نہیں تھا۔

26.2.3 صوبائی حکومت

صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے مشابہت رکھتی تھی۔ صوبائی حکومت کا سربراہ ولی یا گورنر تھا۔ اسے مفتی کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔ اس کا تقرر سلطان کرتا تھا اور وہ اس کا نائب تھا۔ ولی مملکت کا شہری اور فوجی سربراہ تھا اس کا کام صوبہ کی حفاظت کرنا اور امن و امان کی صورت حال کو برقرار رکھنا تھا۔ وہ صوبائی فوج کا کمانڈر بھی تھا۔ سلطان کی طرح ولی اپنا دربار منعقد کرتا تھا۔

اس کے فرائض کی انجام دہی کے سلسلہ میں بہت سے صوبائی وزراء جیسے وزیر عارض اور قاضی اسکی مدد کیا کرتے تھے۔ ان صوبائی وزیروں

اور دوسرے اہم عہدہ داروں کا تقرر بعض اوقات سلطان کیا کرتا تھا۔ لیکن عام طور پر گورنر سلطان کے مشورہ سے ان عہدہ داروں کا تقرر کرتا تھا۔

26.2.4 مقامی حکومت

صوبائی حکومت کی طرح مقامی حکومت دلی سلطنت میں زیادہ ترقی یافتہ نہیں تھی۔ مغل عہد میں مقامی حکومت کو فروغ حاصل ہوا۔ صوبوں کو چند شقوں (Shiqs) میں اور ہر شق کو چند پرگنوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ شق کا سربراہ شقدار تھا وہ شق (یا) ضلع کا مرکزی عاملہ تھا۔ وہ اپنے علاقے میں امن و امان کو برقرار رکھتا تھا۔

ہر پرگنہ یا قصبہ چند دیہاتوں پر مشتمل تھا۔ ممتاز مورخ ابن بطوطہ کے مطابق پرگنہ تقریبا ایک سو دیہاتوں پر مشتمل تھا۔ پرگنہ کے عہدہ دار عامل، مشرف، خزانہ دار اور قاضی تھے۔ عامل مالگزاری وصول کرتا تھا۔ مشرف حسابات رکھتا تھا۔ خزانہ دار خزانہ کا انچارج تھا۔ قاضی منصف تھا۔ ان دنوں کوتوال کا عہدہ بھی مقامی حکومت میں اہمیت کا حامل تھا۔ وہ ٹاون پولیس کا سربراہ تھا۔ اور ٹاون میں امن ضبط کی صورت حال کو برقرار رکھتا تھا۔

26.2.5 مالی پالیسی

مملکت چار قسم کے ٹیکس وصول کیا کرتی تھی۔ اسلامی قانون کے مطابق ٹیکس عائد کیا جاتا۔ یہ چار ٹیکس جیسے زکات، خرچ خمس اور جزیہ تھے۔ زکوۃ ایک مذہبی ٹیکس تھا جسے مسلمان ادا کرتے تھے۔ یہ ٹیکس مسکینوں، غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ یہ ٹیکس حقیقی آمدنی اور جائیداد پر 2.5% وصول کیا جاتا تھا۔ خرچ مالگزاری تھا۔ جو زرعی پیداوار کا دس فیصد سے پچاس فیصد تک تھا۔ اسے رقم یا جنس کی صورت میں ادا کیا جاسکتا تھا۔ خمس مال غنیمت میں مملکت کا حصہ تھا۔ عام طور پر مملکت 1/5 حصہ حاصل کرتی تھی۔ لیکن طاقتور بادشاہ جیسے علاالدین خلجی مال غنیمت کا 4/5 حصہ مملکت کے حصہ کے طور پر وصول کیا کرتا تھا۔ جزیہ کا ٹیکس ہندوؤں سے وصول کیا جاتا تھا۔

26.2.6 اقطہ کا نظام

اقطہ کا نظام دلی سلطنت کے دور میں فروغ پایا۔ وسیع و عریض اراضیات جسے اقطہ کہا جاتا تھا انہیں سلطان امرا میں تقسیم کرتا۔ اور وہ امرا ان اراضیات کی دیکھ رکھ کرتے۔ جو امرا اقطہ حاصل کرتے انہیں اقطہ دار کہا جاتا تھا۔ وہ مفتوحہ علاقوں پر اپنی نگرانی رکھتے اور وہاں اپنا نظم و نسق قائم کرتے۔ اقطہ دار اپنے اقطاؤں کو اپنے جانشینوں کو منتقل کرتے۔ اس نظام کی وجہ سے امرا خوشحال اور طاقتور بن گئے۔

26.2.7 عدلیہ

سلطان عدل و انصاف کا سرچشمہ تھا۔ اس کا دربار دیوانی اور فوجداری عدلیہ پر مشتمل تھا۔ جہاں حقیقی مقدمات اور اپیلوں کی سماعت بھی کی جاتی تھی۔ سلطان کے بعد صدر قاضی عدلیہ کے اقتدار کا مظہر تھا۔ صوبوں میں گورنروں اور قاضیوں کو عدلیہ کے اختیارات حاصل تھے

۔ ہر ٹاؤن میں ایک قاضی ہوتا تھا۔ عدل و انصاف شریعت اور اسلامی قانون کی روشنی میں کیا جاتا تھا۔ فوجداری کا قانون بہت سخت تھا۔ سزائے موت اور جسمانی ایذارسانی سزا کے طور پر دی جاتی تھی۔ جسم کے اعضا کاٹ ڈالے جاتے، جسم میں کیلیں ٹھونک دی جاتیں۔ حلق میں جست پگھلا کر ڈال دی جاتی تھی۔ اور دوسری غیر انسانی سزائیں دی جاتی تھیں۔

26.2.8 فوجی تنظیم

دلی سلطنت کی بقا کا انحصار فوج پر تھا۔ جن حالات میں سلطنت قائم ہوئی تھی اس میں ایک طاقتور فوج کا وجود لازمی تھا۔ انہوں نے ترک فوجی تنظیم پر اپنی توجہ مرکوز کی علاالدین خلجی کی فوجی اصلاحات کی وجہ سے فوجی نظام میں مرکزیت پیدا ہوئی۔ سلاطین کی فوج کا ایک اہم حصہ گھوڑے سوار فوج تھی۔ فوج کے اسی حصہ کی برتری کی وجہ سے انہوں نے ہندوستانیوں کے خلاف لڑائی میں کامیابی حاصل کی۔ فوج کا دوسرا اہم حصہ پیدل فوج تھی۔ آدمیوں اور مال و اسباب کے حمل و نقل کے لئے ہاتھیوں کا استعمال بھی کیا جاتا تھا۔ سلطنت کے زمانے میں فوج کا کوئی مستقل سپہ سالار نہیں تھا۔ سلطان ہی کمانڈران چیف تھا۔ لیکن جب کبھی کوئی فوجی مہم روانہ کی جاتی تو اس وقت کمانڈر ان چیف کا تقرر کیاجاتا تھا۔ مثال کے طور پر علاالدین خلجی کے روانہ کردہ جنوبی ہند کی فوجی مہمات میں ملک کافور کا کمانڈر ان چیف کی حیثیت سے تقرر کیا گیا تھا۔

دلی سلاطین کی حکومت متعدد خامیوں کے باوجود عوام الناس کی فلاح و بہبود کا خیال رکھتی تھی۔ مغل نظم و نسق کی طرح دلی سلطنت کا نظم و نسق ترقی یافتہ نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی یہ ایک بہترین نظم و نسق تھا۔ ممتاز مورخ سرولزلے ہیگ کا خیال ہے کہ" مجموعی طور پر یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ غلام سلاطین کی حکومت انگلینڈ کے نارمن بادشاہوں سے زیادہ انصاف پسند اور انسانیت نواز تھی۔ اسپین اور نیدرلینڈس کے فلپ دوم سے کہیں زیادہ روادار تھی۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ دلی سلطنت کے وزیراعظم کو کس نام سے بلایا جاتا تھا؟

---

2 ۔ صوبائی حکومت کا سربراہ کون تھا؟

---

3 ۔ مقامی حکومت کی دو اہم اکائیوں کے نام بتلاؤ

26.3 معاشی نظام

دلی سلطنت کا معاشی نظام جاگیردارانہ نوعیت کا تھا۔ امرا وسیع و عریض اراضیات کے مالک تھے اور اپنی معاشی خوش حالی اور تمول کی وجہ سے سماجی اہمیت رکھتے تھے ۔ دیہات بنیادی معاشی اکائی تھا۔ یہ ایک خود مکتفی نظام تھا۔ دیہات کی پیداوار مقامی استعمال میں کھپ جاتی تھی۔ پیداوار کے طریقے اور اوزار قدیم نوعیت کے تھے۔ لیکن اس سے محدود پیداوار کا کام لیا جاتا تھا۔ دیہاتوں میں دست کار اور ہنرمند اپنے اپنے پیشوں میں منظم تھے۔ ان کے پیشوں کی اہمیت تھی۔ وقت کے ساتھ بتدریج ٹاون ترقی پانے لگے۔ ٹاون کے فروغ کے ساتھ دیہاتوں کی پیداوار میں اضافہ ہونے لگا اور اندرونی تجارت کو وسعت حاصل ہونے لگی۔ ٹاون میں بھی دستکار رہائش پذیر ہوتے تھے اور مصوعات تیار کرتے تھے ۔ بعض ٹاون برآمد (Export) کی جانی والی مصوعات میں مہارت رکھتے تھے ۔ گجرات اور بنگال ٹاون مختلف قسم کے ملبوسات جیسے سفید سوت، ریشم، ارغوانی رنگ کے تیار کیا کرتے تھے ۔ گجرات کے ساحلی علاقے Cambay کا کاٹن کپڑا اپنے معیار اور سستے پن کے لئے مشہور تھا۔ ہر ٹاون میں ایک بازار ہوتا تھا۔ جہاں تاجر، سوداگر اور خریدار اکٹھا ہوتے تھے ۔ تجارت کے سلسلہ میں میلے اور بازار باقاعدگی کے ساتھ لگتے تھے ۔ مشہور مورخ ابن بطوطہ نے اپنے ہندوستان کے سفر 1333 تا 1346ء کے دوران گنگا کے دوآبے، مالوہ، گجرات، بنگال، دکن اور مالابار اور بڑے شہروں اور بازاروں کا مشاہدہ کیا اور اس نے اپنے سفرنامے میں ان کا ذکر کیا ہے ۔ تمام سلاطین دلی میں علاالدین خلجی نے معاشی امور میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس نے معاشی میدان میں بہت سی اصلاحات نافذ کیں۔ ان تمام اصلاحات میں قیمتوں پر کنٹرول ایک اہم اصلاحی قدم تھا۔ اس نے تمام مصنوعات کی قیمتیں مقرر کردیں۔ اور حکومت کی مقرر کردہ قیمتوں کے مطابق تاجر اپنی مصنوعات فروخت کرنے لگے ۔ ان معاشی اصلاحات کا مقصد سپاہیوں کو ایک خوشحال زندگی بسر کرنے کے قابل بنانا تھا۔ انہیں حکومت کی جانب سے حاصل ہونے والی تنخواہوں میں زندگی بسر کرنا تھا۔ تمام تاجروں کو تجارت کرنے کے لئے سرکاری رجسٹر میں اپنے ناموں کا اندراج کرنا پڑتا تھا۔ سلطان کی معاشی اصلاحات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دو اعلیٰ ترین عہدہ داروں جیسے ڈیوان رسالت اور دیوان شاہانہ منڈی کا تقرر کیا گیا۔ ایسے تاجر اور سوداگر جو اونچی قیمتوں پر اپنا مال فروخت کرتے اور ایسے تاجر جو حکومت کے قوانین پر عمل پیرا نہ ہوتے انہیں حکومت کی جانب سے سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔

26.3.1 زراعت

ہندوستان کا دورہ کرنے والے غیر ملکی سفیروں کے مطابق اس دور میں حکومت کے مختلف حصوں میں زراعت کی حالت بہتر تھی۔ چاول، گیہوں، جوار وغیرہ کی فصلیں، سبزی اور پھلوں کے باغات افراط میں تھے ۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ زمین کی زرخیزی کی وجہ سے زراعت کے شعبہ میں پیداوار اچھی ہوتی تھی۔ سلاطین نے آبپاشی کی سہولتیں بھی فراہم کی تھیں۔ جن کے باعث زرعی پیداوار میں اضافہ ہوا دیہات میں رہنے والوں کی ایک بڑی تعداد زراعت پر انحصار کرتی تھی۔

26.3.2 صنعتیں

ملک کی سب سے اہم صنعت پارچہ بانی کی صنعت تھی۔ گجرات اور بنگال کپڑا بنانے کے اہم مراکز تھے ۔ گجرات میں Cambay کا شہر اپنے نفیس اور سستے کپڑے کے لئے شہرت رکھتا تھا۔ Cambay کے کپڑے کو بیرونی ممالک بھی روانہ کیا جاتا تھا۔ بنگال نفیس ملبوسات کی بڑے پیمانہ پر تیاری کرنے کے لئے مشہور تھا۔ اور یہاں بنائے ہوئے کپڑے بیرونی ممالک کو بھی روانہ کئے جاتے تھے ۔ ان کی

دوسرے ممالک میں اچھی مارکٹ تھی۔ مالابار میں کالی کٹ کے قریب کے ٹاؤن شاہ لیات اپنے سوتی پارچہ جات کے لئے شہرت رکھتا تھا۔

پارچہ جات کی صنعت کے علاوہ دوسری صنعتیں عیش و عشرت اور گھریلو استعمال کی اشیاء تیار کرتی تھیں۔ زیورات، ہاتھی دانت، قالین اور دوسری مصنوعات نے غیر ملکی سفیروں کی توجہ کو اپنی جانب منعطف کر رکھا تھا۔ گجرات جو پارچہ بافی کی صنعت کے لئے مشہور تھا۔ وہ عیش و عشرت کے اشیا کی پیداوار کے لئے بھی شہرت رکھتا تھا۔

26.3.3 ملکی تجارت

تجارت کی وجہ سے بہت سے لوگ برسر روزگار تھے۔ درحقیقت تجارت سے بے شمار لوگ خوشحال تھے ۔ ذرائع حمل و نقل جیسے سڑکیں اور پلوں نے تجارت کو فروغ حاصل ہوا۔ لیکن تجارتی راستوں پر رہزنوں اور چوروں کی موجودگی تجارت کے فروغ کی راہ میں ایک رکاوٹ تھی۔ بڑے شہر تجارت کے مراکز تھے۔ ممتاز مورخ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ دلی مسلم دنیا کا ایک پر شکوہ شہر تھا۔ یہ شان و شوکت اس کی عمارتوں اور سیاسی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اس کی وسیع تر تجارت کے باعث تھی۔ گجرات اور راجستھان کے بنیے، مارواڑی اور مسلمان تجارت پر چھائے ہوئے تھے۔ بنجارے گھومنے والے تاجر تھے جو بڑے قافلوں کے ساتھ مصنوعات کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل کرتے تھے۔ چلر فروش تاجر گھر گھر جاکر اپنی اشیاء فروخت کرتے تھے۔

تجارت کی وسعت کی وجہ سے مسافر خانے یا سرائے بہت اہمیت کے حامل ہوگئے۔

26.3.4 غیر ملکی تجارت

بیرونی ممالک سے وسیع تر تجارتی تعلقات استوار تھے۔ بالخصوص اس دور میں مغربی ایشیا کے ممالک سے تعلقات تھے۔ گوا، کالی کٹ کوچین اور کیمبے اہم سمندری بندرگاہیں تھیں۔ جہاں سے بیرونی تجارت کی جاتی تھی۔ اہم برآمد Export کی جانے والی اشیاء میں گرم مسالہ دال چینی، شکر، ادرک، چاول، ناریل اور کپڑا تھا۔ درآمد Import کی جانے والی اشیاء میں گھوڑے، خشک میوہ، نمک، تانبہ اور سلفر تھا۔ بیرونی تجارت زیادہ تر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ یا تو غیر ملکی یا نیم غیر ملکی مسلمان تھے جو ایران اور عربستان سے تجارتی اغراض کے لئے ہندوستان آئے تھے۔ ایسے مسلمان جو بیرونی تجارت پر اجارہ داری رکھتے تھے۔ وہ بہت متمول ہوگئے۔

وسیع پیمانے پر تجارت کرنے کی وجہ سے سکے کے استعمال میں اضافہ ہوا۔ اکثر جیتل اور ٹنکہ استعمال کیا جاتا تھا۔ جیتل اور ٹنکہ چاندی کا سکہ تھا۔ یہ سکے سلاطین دلی کے معیاری مالی اکائی تھے۔

26.3.5 عوام کی عام حالت

مجموعی طور پر دلی سلطنت کا دور خوش حالی کا دور تھا۔ غیر ملکی سفیروں نے ملک کے مختلف حصوں کا دورہ کیا اور اپنے سفر ناموں میں ملک کی بے پناہ دولت و ثروت کا حال لکھا ہے۔ غیر ملکی سفیر باربوسا نے گجرات کے عوام کی خوش حالی اور تمول کا ذکر کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ مکانوں میں تمام آرام و آسائش کی چیزیں ہوتی تھیں اور لوگ ریشم کے کپڑے زیب کرتے اور خود کو قیمتی زیورات سے آراستہ کرتے تھے۔ اس نے مالوہ کو بھی زبردست خوش حالی اور دولت مندی کا مرکز بتلایا ہے۔ چین کے سفیر Wang Tayuan نے چودھویں صدی میں ہندوستان کا دورہ کیا۔ اس نے لکھا ہے کہ دوسرے ممالک سے آنے والے دس میں سے نو اشخاص جو تجارت کی غرض سے اڑیسہ

جاتے ہیں۔ وہ وہاں کے سستے معیار زندگی کی وجہ سے دوبارہ لوٹ کر واپس آنا پسند نہیں کرتے۔ دوسرا چینی ادیب Mahnan پندرہویں صدی کی شروعات میں ہندوستان میں تھا۔ اس نے لکھا ہے کہ بنگال ایک خوش حال علاقہ تھا۔ ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ بنگال میں اشیا کی قیمتیں ان دوسرے ممالک سے زیادہ سستی ہیں جس کا اس نے دورہ کیا تھا۔

تاہم اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ تمول اور خوش حالی کے ساتھ غریبی بھی تھی۔ غیر ملکی ادیبوں اور سفیروں کی بیان کردہ خوش حالی سماج کے اعلیٰ طبقات تک محدود تھی۔ نچلے طبقات کے لوگ بالخصوص دستکار، مزدور وغیرہ دولت مند لوگوں کی طرح آرام و آسایش یا عیش و عشرت سے محروم تھے۔ انہیں صرف زندگی کی بنیادی ضروری اشیا میسر تھیں۔ سماج دو طبقات پر مشتمل تھا۔ بعض امیر اور غریب۔ متوسط طبقہ کا وجود نہیں تھا۔ ہندوستانی اور غیر ملکی ادیب جیسے شمس سراج۔ ابن بطوطہ نکیتن دولت مند طبقے کی عیش و عشرت اور عام لوگوں کی بد حال زندگی پر حیرت زدہ تھے۔

26.4 سماجی حالات

مسلمانوں کی شمالی ہند کے مختلف علاقوں کی فتوحات اور ان کی حکومت کے قیام کی وجہ سے ہندوستانی سماج پر بہت دوررس اثرات مرتب ہوئے۔

26.4.1 سماج کی عمودی (Vertical) تقسیم

مسلمانوں کی حکومت کا ایک اہم نتیجہ ہندو اور مسلمانوں پر مشتمل سماج کی عمودی تقسیم تھا۔ وہ حملہ آور جو ابتدائی زمانے میں ہندوستان آئے وہ ہندو سماج میں جذب ہوگئے۔ لیکن مسلمانوں کا مکمل طور پر ہندو سماج یا ہندوؤں کا اسلام میں جذب ہونا ناممکن تھا۔ اسی لئے دو کمیونٹیاں بھی اپنی علاحدہ شناخت کے ساتھ رہنے لگیں۔ ہندوؤں کے مشرف بہ اسلام ہونے کا سلسلہ چلنے لگا جس کی وجہ سے بعض ہندو مسلمان ہوگئے۔ لیکن آبادی کا ایک کثیر حصہ ہندو ہی رہا۔ اگرچہ دو کمیونٹیاں ایک دوسرے سے بالکل مختلف رہیں لیکن برسہابرس تک دیہاتوں اور شہروں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک دوسرے کو سمجھنے اور رواداری کا جذبہ پیدا ہوا۔ مسلمان مقامی رسم و رواج پر عمل کرنے لگے۔ اور ہندو مسلمانوں کے تہواروں اور تقاریب میں شرکت کرنے لگے۔ اس طرح دونوں میں اختلافات کے باوجود افہام و تفہیم اور باہمی تعاون و اشتراک پیدا ہوگیا۔

26.4.2 مسلمانوں میں طبقات

مسلم آبادی امرا، تاجر اور دستکاروں پر مشتمل تھی۔ امرا اور تاجر کئی غیر ملکی مسلمانوں پر مشتمل تھے۔ لیکن دستکار ہندوستانی تھے۔ اگرچہ نظریاتی طور پر مسلمانوں میں ذات پات کے امتیازات نہیں تھے۔ لیکن عملی طور پر غیر ملکی مسلمان نو مسلم مسلمانوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھتے تھے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34.

26.4.3 ہندوؤں کا موقف

چوں کہ دلی سلطنت ایک مذہبی سلطنت تھی اس لئے ہندوؤں کا سماج میں کم تر مقام تھا۔ انہیں ذمی کہا جاتا تھا۔ وہ لوگ جو سلامتی و تحفظ کے معاہدہ کے تحت ہوتے ہیں۔ انہیں مذہبی ٹیکس جزیہ دینا پڑتا تھا۔ عام طور پر ہندوؤں کو حکومت کے اعلا عہدوں پر فائز نہیں کیا جاتا تھا۔ انہیں صرف چھوٹی ملازمتیں دی جاتی تھیں۔ علا الدین خلجی کا ہندوؤں کے ساتھ سلوک اچھا نہیں تھا۔ اگرچہ تمام دلی کے سلاطین نے ہندوؤں کے ساتھ سخت گیر رویہ نہیں اپنایا۔ تاہم دلی کے سلاطین نے ہندوؤں کو مسلمانوں کا سا اونچا درجہ عطا نہیں کیا۔

26.4.4 خواتین کا موقف

ہندوؤں اور مسلمانوں میں لڑکیوں کی پیدائش کو ناپسند کیا جاتا تھا اور مرد بچوں کو ترجیح دی جاتی تھی۔ اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سماج میں عورت کا مرتبہ کم تھا۔ خواتین کو آزادی حاصل نہیں تھی۔ انہیں گوشہ نشینی میں رکھاجاتا تھا۔ پردہ کا رواج ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں میں موجود تھا۔ خواتین کو زنانہ یا علاحدہ کمروں میں رکھا جاتا اور انہیں باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ صرف نقاب اوڑھ کر باہر جاسکتی تھیں۔ امیر خسرو اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہیں کہ "وہ چرخہ کے دھاگے سے الگ نہ ہو۔ اپنے گھر کی دیوار کی جانب رخ کرے اور دروازے کی جانب پیٹھ کرے۔ تاکہ کوئی بھی شخص اسے دیکھ نہ سکے۔" ستی اور جوہر کی رسم کا رواج عام تھا۔ عورتوں کی قربانیوں کی ستائش کی جاتی تھی۔ امیر خسرو ستی کو ایک شریفانہ عمل کہتے ہیں۔ ابن بطوطہ نے ستی کی رسم کا بارہا مشاہدہ کیا اور اس کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کرتا ہے۔

26.4.5 کیا ہندو سماج ابتری کا شکار تھا؟

بہت سے دانشوروں جیسے ایشوری پرشاد کا خیال ہے کہ اس دور میں ہندو سماج ابتر ہوگیا تھا۔ علاحدگی، غرور، خود فریبی ان کی ابتری کا ثبوت تھی۔ ہندوؤں کا خیال کہ وہ ہر چیز کا علم رکھتے ہیں اور دوسرے تمام اشخاص ملیچھ یعنی (ناپاک لوگ) ہیں۔ ان کا یہ خیال بھی ہندو سماج کی ابتری کی جانب نشان دہی کرتا ہے۔ لیکن ان کی علاحدگی، دوسروں کو ملیچھ کہنا، سمندری سفر سے احتراز اور اس قسم کی دوسری خرافات ہندو سماج پر غیر ملکی افراد کے حملوں کا نتیجہ تھیں۔ سیاسی اقتدار اور آزادی سے محرومی نے ہندوؤں کو بلاشبہ کمزور کردیا۔ لیکن سماج منجمد نہیں رہا۔ نئے چیالنجوں اور تقاضوں کا سامنا کرنے کے لئے سماج نے نئے رسم و رواج کو اپنایا اور یہ ثابت کیا کہ ہندو سماج تعطل اور انجماد کا شکار نہیں ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

4۔ پارچہ بانی کے اہم مراکز کون سے تھے؟

5۔ کثرت سے استعمال کئے جانے والے سکے کون سے تھے ؟

6۔ کوئی دو اہم سماجی نتائج کو بیان کرو جو مسلمانوں کے ہندوستان پر فتح پانے کے بعد پیدا ہوئے

26.5 خلاصہ

1۔ دلی سلطنت ایک مذہبی سلطنت تھی۔ تخت نشینی کے لئے بقائے اصلح، کا اصول کارفرما رہا۔ سلطان کی وزیر، دوسرے وزراء اور عہدہ دار مدد کیا کرتے تھے۔

2۔ دلی سلطنت میں اقطاع کا نظام فروغ پایا۔

3۔ سلطنت کا معاشی نظام جاگیردارانہ نوعیت کا تھا۔ مجموعی طور پر یہ دور خوشحالی سے معمور تھا۔ لیکن خوش حالی اور تمول کے درمیان غربی بھی موجود تھی۔

4۔ سماج عمودی طور پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں منقسم تھا۔

5۔ ہندوؤں کو مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

26.6 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1۔ وزیر یا وکیل

2۔ صوبائی حکومت کا سربراہ گورنر تھا۔ اسے ولی کہا جاتا تھا۔

3۔ شق اور پرگنہ

4۔ پارچہ بانی کی پیداوار کے اہم مراکز بنگال، گجرات اور کیرالا تھے۔ گجرات میں کیمبے (Cambay)۔ کیرالا میں کالی کٹ کے قریب شالیات مشہور تھے۔

5۔ جیتل تانبے اور ٹنکہ چاندی کا سکہ تھا۔

6۔ (الف) سماج عمودی طور پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں منقسم تھا۔

(ب) بعض متعصب حکمرانوں نے ہندوؤں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU IMC LIBRARY Hyderabad-34

26.7 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ مندرجہ ذیل کے ہر سوال کا جواب 30 سطروں میں لکھیے۔

1۔ دلی سلطنت کے نظم و نسق کے اہم خدوخال بیان کیجیے۔

2۔ ہندوستان میں دلی سلطنت کے دور میں معاشی حالات کیسے تھے۔

3۔ دلی سلطنت کے دوران شمالی ہند کے سماجی حالات کیسے تھے۔ بیان کیجیے۔

II۔ مندرجہ ذیل کے ہر سوال کا 15 سطروں میں جواب دیجیے۔

1۔ دلی سلطنت کے دور میں سلطان کا مرتبہ اور اختیارات کیا تھے۔ بیان کیجیے

2۔ دلی سلطنت میں صوبائی نظم و نسق کو کس طرح قائم کیا گیا تھا۔ وضاحت کیجیے۔

3۔ دلی سلطنت میں مقامی حکومت کا نظام کیسا تھا۔ بیان کیجیے

4۔ دلی سلطنت میں فوجی تنظیم کیسی تھی۔ بیان کیجیے۔

5۔ دلی سلطنت کے دور میں عوام کی عمومی حالت کیسی تھی۔ بیان کیجیے۔

6۔ دلی سلطنت کے دور میں ہندو۔ مسلم تعلقات کیسے تھے روشنی ڈالیے۔

26.8 سفارش کردہ کتابیں

1. Day, U.N. : Administrative System of Delhi Sultanate
2. Iswari Prasad : A Short History of Muslim Rule in India
3. Iswari Prasad : History of Medieval India from 647 to 1526 A.D.
4. Majumdar, R.C. (ed) : History and Culture of the Indian People, Vol. VI
5. Mehta, J.L. : Advanced study in the History of Medieval India, Vol. I
6. Panikkar, K.M. : A Survey of India
7. Qureshi, I.H. : The Administration of the Sultanate of Delhi
8. Srivastava, A.L. : Sultanate of Delhi
9. Tarachand : Influence of Islam on Indian Culture
10. Tripathi, A.S. : Some Aspects of Muslim Rule in India